شریف التواریخ

(۲)

پروفیسر محمد اسلم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ میاں عبدالجلیل نامی ایک نوشاہی کے جسم میں اتنی
رت تھی کہ دو آدمی پانی کی مشکیں بھر بھر کر اس کے جسم پر ڈالتے اور وہ پانی زمین
نہ گرتا بلکہ جسم ہی میں جذب ہوجاتا ص۱۶۵۳ ۔ جھوٹ اور مبالغہ کی بھی کوئی حد
وتی ہے۔ شرافت صاحب کے ایک مداح سید خورشید حسین بخاری کو افسوس
ہا کہ ان کے ممدوح کو کسی یونیورسٹی میں ملازمت کیوں نہ دی گئی ۔ اگر وہ یورپ
یں ہوتے تو ریسرچ فیلوشپ ملتی ۔ یونیورسٹی میں ملازمت ملتی ۔ سرکاری اہتمام سے
ن کی کتابیں چھپتیں ۔ ان کے نام پر ہال تعمیر کئے جاتے اور بہت سے اعزازات
ملتے ص۱۹۵۴ ۔

شریف التواریخ کی دوسری جلد ۱۹۸۲ء میں چھپی ہے ۔ اس میں [illegible]
وضلع منٹگمری کا ایک قصبہ ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ [illegible]
اب سے تقریباً بیس بائیس سال پہلے ساہیوال ہو چکا ہے ۔
شرافت صاحب نے حاجی نوشہ کے جانشین حافظ برخوردار کے خلفاء کی فہرست
میں ۲۶ اصحاب کے نام درج کئے ہیں ۔ ان میں سے اٹھارہ جاٹ، ایک میراثی

[illegible] اسباق چھوٹی کے فرزند ہیں ص۲۳۳۔ یہ سب کے سب موافقات [illegible] چالاک اور گرد یہ کے رہنے والے تھے۔ اس پر دعویٰ یہ ہے کہ لوشاہ [illegible] سلسلہ ہی الاتوالی سلسلہ ہے۔

[illegible] لوشہ کا ایک پوتا جمال اللہ تھا، جسے شرافت صاحب نے فقیہ اعظم لقب دیا ہے۔ یہ فقیہ اعظم لوگوں کو صرف بددعائیں دیا کرتا تھا۔ شرافت صاحب نے ایسے کئی واقعات نقل کئے ہیں جن میں ان کی بددعاؤں سے لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہوا ص۲۱۳۔ یہ لوگ کس منہ سے خود کو ثقلین کا جانشین بتاتے ہیں؟

حافظ الٰہی بخش نامی ایک متصوف کو شرافت صاحب نے "سر حلقۂ اہل بیتِ نبویہ" اور "شبیہِ رسول الثقلین" کے القاب سے یاد کیا ہے۔ وہ بھی لوگوں کو بددعائیں دیا کرتا تھا۔ ایک بار اس کی بددعا سے ایک شخص کے تین بیٹے مرگئے تھے ص۲۴۸۔ اس کے پانچ خلفاء میں دو رنگریز، دو دھوبی اور ایک حجام تھا ص۲۴۳۔ اسی طرح رحمت اللہ عارف کی بددعاؤں سے بھی بہت سے لوگوں کا بیڑہ غرق ہوا تھا ص۲۹۱۔ الٰہی بخش نے اپنی وفات سے پہلے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ وہ اسے مردہ نہ سمجھے۔ اسے جس چیز کی ضرورت ہو، اسے یاد کرے، وہ اس کی مدد کے لئے پہنچا کرے گا ص۲۷۴۔ ایسی بات تو نبی کریمؐ نے بھی اپنی ازواج مطہرات سے نہیں کہی تھی اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان کی کفالت کیا کرتے تھے۔ یہ الٰہی بخش بلا کس گنتی میں ہے۔

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ کئی اولیاء اللہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھتے ہیں یا کعبہ ان کے پاس آجاتا ہے ص۱۴۷۔ انہیں چاہئے تھا کہ وہ اپنے اس قول کی تائید میں کتاب و حدیث یا آثار صحابہ میں سے سند پیش کرتے۔

آنحضرتؐ تو چودہ سو قدسی صفت صحابہ کے ساتھ بحالت احرام حدیبیہ میں خیمہ زن رہے۔ نہ یہ بزرگ کعبہ پہنچے اور نہ ہی کعبہ چل کر ان کے پاس آیا بلکہ اس سال عمرہ ادا کئے بغیر واپس لوٹنا پڑا۔ نوشاہیوں کے بھی جیسی اولیاء العیاذًا باللہ صحابہ سے افضل ہوئے کہ کعبہ ان کے پاس آجاتا ہے

شرافت صاحب کے ایک مداح آفتاب احمد نقوی شریف التواریخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اگر شریعت مانع نہ ہوتی تو میں اس کتاب کو الہامی کتاب تصور کرتے ہوئے شرافت صاحب کی پیغمبری کو تسلیم کر لیتا" ص۹۵۹ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پتہ نہیں لوگوں نے الہام اور پیغمبری کو کیا سمجھ رکھا ہے؟ شریف التواریخ جیسی لچر کتاب کو الہامی کتاب سمجھنا الہامی کتابوں کی توہین ہے۔ اس کے لئے تو وہی اصطلاح مناسب رہے گی جو غالب نے غیاث اللغات کے لئے استعمال کی تھی۔

شرافت صاحب غلام حیدر نامی ایک نوشاہی پیر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ حج کے دن اپنے حجرہ سے غائب ہو کر عرفات میں پہنچ جاتا تھا ص۱۷۱۴۔ چند سال قبل پاکستان میں ایک پیر صاحب کی ولایت کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا، حتیٰ کہ حکامِ وقت بھی اس کے پاس جانے لگے۔ یہ حضرت نماز کے وقت اپنے جسم کو چادر میں چھپا لیتے اور تھوڑی دیر بعد چادر اتار کر کہتے کہ وہ بیت اللہ میں نماز ادا کر کے آئے ہیں۔ ایک دن ایک "ظاہر بین دیوبندی وہابی" نے ان سے کہا، "آپ فرماتے ہیں کہ آپ ابھی ابھی نماز مغرب حرم شریف میں ادا کر کے آئے ہیں، وہاں تو ابھی عصر کا وقت ہوگا۔ آپ مغرب کی نماز کیسے وہاں ادا کر آئے؟"

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ فضل الٰہی نوشاہی کئی روز پہلے لوگوں کو مطلع کر دیا کرتا تھا کہ فلاں دن فلاں وقت بارش ہوگی صـ۹۲۵ ۔ سورۂ لقمان کی آخری آیت میں ارشاد ہوا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۔۔۔ الخ

یعنی پانچ باتوں کا علم صرف اور صرف اللہ کو ہے اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بارش کب ہوگی ۔ اس ارشاد ربانی کے معیار پر شرافت صاحب اور فضل الٰہی کے دعوے کی حقیقت پشہ کے برابر بھی نہیں رہتی ۔

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کریمؐ رات کے وقت مسجد نبوی میں نماز معکوس ادا کیا کرتے تھے اور آپؐ نے اس نماز کا بڑا ثواب بتایا ہے صـ۱۴۴۷ ۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ۔ یہ متصوفہ حضورؐ کے بارے میں وضعی روایتیں بیان کرنے میں بڑے دلیر واقع ہوئے ہیں۔ حالانکہ آپؐ کا یہ فرمان ہے کہ جو کوئی میری طرف غلط بات منسوب کرے ، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری شریف التواریخ کی تقریظ میں لکھتے ہیں، ”اگر جناب شرافت صاحب خانِ خاناں کے دور میں ہوتے یا وہ اِس زمانے میں ہوتا تو یقیناً ان کے مسوّدات ومبیضات کو زر وجواہر میں تولتا“ صـ۱۸۳۲۔ میری یہ رائے ہے کہ اگر شرافت صاحب اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ہوتے یا وہ ان کے زمانے میں ہوتا تو ان کا حشر سرمد سے مختلف نہ ہوتا ۔

شرافت صاحب رقمطراز ہیں کہ شیخ بڈھا بھلوالی نے ایک بار اپنی کرامت سے ایک مُردہ لڑکا زندہ کر دیا تھا اور ایک دوسرے موقعہ پر مذبوحہ بھینسوں کو زندہ کر دیا تھا صـ۱۳۵۴ ۔ پتہ نہیں لوگوں نے خرقِ عادت کو ولایت کا لازمہ کیوں قرار دے دیا ہے ؟ حالانکہ اکابر صوفیہ نے اسے حیض الرجال سے تعبیر

کیا ہے۔ ڈاکٹر احمد حسین احمد قلعداری نے یہ کیسے لکھ دیا ہے کہ شرافت صاحب نے تاریخ لکھتے وقت جدید تنقید کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر موجودہ سائنسی دور کے تقاضے بھی پورے کر دیئے ہیں۔ کیا ڈاکٹر صاحب اس کتاب سے ایسی ایک مثال دے سکتے ہیں جہاں انھوں نے سائنسی دور کا تقاضا پورا کیا ہے؟ پھر ایسے دعوی کرنے سے کیا فائدہ؟

شاہ رحمن نوشاہی سلسلہ کے ایک بڑے پیر ہوئے ہیں۔ شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ جب دہلی کی جامع مسجد بن کر تیار ہوئی تو معلوم ہوا کہ قبلہ کا رُخ صحیح نہیں ہے۔ شاہجہاں کو اس بات کا بڑا رنج ہوا۔ تاہم اس نے ایک قاصد شاہ رحمن کی خدمت میں بھیجا اور اُن سے مسجد کا رُخ درست کرنے کی درخواست کی۔ جب قاصد ان کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت شاہ صاحب دھوبی گھاٹ پر کپڑے دھو رہے تھے۔ انھوں نے قاصد کی بات سن کر ایک کپڑا نچوڑا تو مسجد کا رخ درست کر دیا ص ۱۳۶۵۔ دہلی والوں نے یہ کرامت ابوالقاسم عرف ہرے بھرے کی طرف منسوب کر رکھی ہے۔ تاج محل، لال قلعہ اور جامع مسجد دہلی بنانے والے شہرہ آفاق معماروں پر یہ کتنا بڑا بہتان ہے کہ وہ سالہا سال تک اس بات سے بے خبر رہے کہ مسجد کی قبلہ رُخ دیوار غلط تعمیر ہو رہی ہے۔

اسی بزرگ کے بارے میں شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ وہ طوائفوں کا رقص دیکھ کر مریدوں کو توجہ دیا کرتے تھے ص ۱۴۳۷۔ جس روز شاہ صاحب وجد میں آکر خود بھی کسی طوائف کے ساتھ ناچنے لگتے تو اس ولی اللہ کے قدم چوتھے آسمان پر پہنچ جاتے اور ان کے ہاتھ عرشِ معلیٰ کو جا لگتے تھے ص ۱۴۵۶۔ سبحان اللہ! شرافت صاحب نے عرش معلیٰ تک عروج کا کتنا آسان نسخہ

بتایا ہے۔ کتب احادیث میں غزوۂ احد کے ذیل میں یہ روایت ملتی ہے کہ اس روز حضرت طلحہؓ کا ہاتھ آنحضرتؐ کا دفاع کرتے ہوئے ہمیشہ کے لئے شل ہوکر رہ گیا تھا۔ یہ بابرکت ہاتھ تو کبھی عرش معلّیٰ تک نہیں پہنچا لیکن جب کوئی نوشاہی پیر کسی طوائف کے ساتھ رقص کرتا ہے تو اس کے ہاتھ عرش معلّیٰ کو جا چھوتے ہیں۔ اعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔

شرافت صاحب نے حاجی نوشہ کے مزار کے گرد ۱۳۵۵ھ میں "مطاف" کی تعمیر کا ذکر کیا ہے ص۱۷۹۔ ایک دوسرے موقع پر موصوف لکھتے ہیں کہ شیخ سچیار کے عرس کے موقع پر ان کی قبر کا طواف ہوتا ہے ص۱۶۵۔ علمائے حق کا یہ فتویٰ ہے کہ بیت اللہ یا صفا و مروہ (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) کے علاوہ کسی اور مقام کا طواف جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔ شرافت صاحب کی تحریروں سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ نوشاہی قبروں کی پرستش میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ حافظ قمرالدین نامی ایک نوشاہی درویش کے اعضاء عبادت کے وقت الگ الگ ہو جایا کرتے تھے ص۱۲۴۔ اسی طرح قل احمد نوشاہی کے اعضاء بھی الگ الگ ہو جایا کرتے تھے ص۲۸۵۔ میاں محمد الدین نامی ایک نوشاہی درویش کے اعضاء بھی کبھی کبھی الگ الگ ہو جایا کرتے تھے ص۱۷۲۔ شرافت صاحب غالباً اپنے بارے میں بھی ایسا لکھتے ہوئے شرما گئے ہیں۔ اگر ولی ہونے کی یہی نشانی ہے تو پھر ان کے اور ان کے والد کے، جن کو ۱۱۴ بار الہام ہوا تھا، اعضاء ضرور الگ الگ ہونے چاہئیں تھے۔

جناب احمد حسین احمد قلعداری شریف التواریخ پر تبصرہ کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ پنجاب کے لوگوں کو رہتی دنیا تک اس کتاب پر بجا طور پر فخر و افتخار ہوگا صتنا ۔ قلعداری صاحب ۔ میرا ایک شاگرد پروفیسر پرویز اقبال بھی کہتا ہے کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں تھا ۔ یہ کتاب اگر انگریزی زبان کے قالب میں ڈھال دی جائے تو مسلمان اور اسلام دونوں بدنام ہو جائیں ۔ کیا مسلمانوں کو اپنے ایسے ہی فنِ تاریخ نویسی پر فخر ہے ؟

نوشاہیوں نے بہت سی خرافات کو تصوف کی آڑ میں دین کا جزو بنا لیا ہے ۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کی نئی نسل ان چیزوں سے برگشتہ ہو کر دین ہی سے بیزار ہو گئی ۔ اب وہ مرزائی ہو رہے ہیں ۔

شرافت صاحب اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ سید گامے شاہ نامی ایک نوشاہی ولی کی اولاد مرزائی ہو گئی ہے صتا ۱۳۶۵ ۔ اسی طرح میاں جان محمد نوشاہی کے اہل خانہ مرزائی ہونے لگے ہیں صتا ۱۵۲۴ ۔ سید فضل شاہ کے مرزائی ہونے کا بھی انھوں نے اقرار کیا ہے صتا ۱۲۶۰ ۔ سید سلطان عالم نوشاہی ولی کی اولاد میں سے روشن علی اور فضل الرحمٰن بھی مرزا غلام احمد کی جھولی میں جا گرے ہیں صتا ۱۲۶۰ ۔

میری یہ رائے ہے کہ جب بھی جاہل عوام دین کو بازیچۂ اطفال بنائیں گے تو پڑھے لکھے لوگ ایسے دین سے برگشتہ ہو جائیں گے اور پھر جہاں جس کے سینگ سمائیں گے ، وہاں چلے جائیں گے ۔

شرافت صاحب نے صوفیوں کے مقابلے میں علماء کرام کی توہین کی ہے ۔ انھوں نے کئی ایسے واقعات نقل کئے ہیں جن سے علماء کی توہین کا پہلو نکلتا ہے ۔ ایک عالم نے کسی متصوف کو کھانے کو کچھ نہ دیا تو اس نے اس

بڑھ دیا

مخاطب کرکے کہا :

بدو دور شو اے سگ نامراد

کہ ملا بر د ز سخاوت نزاد صفحہ ۹۲۷

پیر سچیار کے ترجمہ میں شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ ایک بار اس نے پندرہ ہزار انسانوں پر توجہ کی تو وہ سب ابدال بن کر آسمان کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد انھوں نے دوبارہ اتنے ہی بڑے مجمع پر توجہ ڈالی تو وہ سب جل کر راکھ ہو گئے صفحہ ۱۵۹۱۔ یہ روایت بھی نوشاہیوں کے کسی بھنگیڑ خانے کی گپ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ جانے محمد اقبال مجددی نے یہ کیسے لکھ دیا کہ شرافت صاحب نے شبلی و آزاد کی لسانی قلابازیاں نہیں کھائیں اور نہ ہی خیالی گھوڑے دوڑائے ہیں۔ مجددی صاحب شریف التواریخ کی روایات کو ابن خلدون، ابن مسکویہ، ابن کثیر، برنی اور ابن اثیر کے معیار پر پرکھ کر دکھا دیں تو ہم ان کے ممنون ہوں گے۔

امام شاہ زمانی نام کے ایک نوشاہی ولی کے چوسر کی نردیں اس کے اخلاف نے بطور تبرک سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں اور لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں، شرافت صاحب بھی ان کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں صفحہ ۱۵۴۵۔ شاید ان کی نظر سے مؤطا امام مالکؒ کی یہ حدیث نہیں گذری :

عن ابی موسی الاشعری ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال من لعب بالنرد

فقد عصی اللہ ورسولہ

شرافت صاحب اور ان کے ہم مسلکوں نے بغاوت میں استعمال ہونے والے اسلحہ کی زیارت شروع کر دی ہے۔

امام شاہ زمانی جیسا ہی ایک پیر عبدالوہاب نوشاہی شطرنج کھیل رہا تھا۔

اس نے بڑے غصے کے ساتھ ایک نرد زمین پر دے ماری۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس وقت اس کا ایک مرید جنگل سے لکڑیاں کاٹنے گیا تھا کہ اس پر شیر نے حملہ کر دیا۔ پیر صاحب نے وہیں سے ایک نرد شیر کے سر پر دے ماری جس کے صدمے سے وہ شیر مر گیا ص۳۳۱۔ شرافت صاحب دراصل یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پیر کسی حال میں بھی اپنے مرید سے غافل نہیں رہتا۔ انھوں نے پنجاب کے وسطی اضلاع میں کئی جگہ شیر کی موجودگی ظاہر کی ہے جو محتاج ثبوت ہے۔
شرافت صاحب ایک نوشاہی فقیر عمر بخش کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

سلام چار ہیں :

۱۔ سلامِ شریعت : السلام علیکم ، اور اس کا جواب ہے : وعلیکم السلام
۲۔ سلامِ طریقت : یا علی مدد ، اور اس کا جواب ہے : پیر مولا علی مدد
۳۔ سلامِ حقیقت : صفائے مردو (کذا) اور اس کا جواب ہے : دیدار کا نفع۔
۴۔ سلامِ معرفت : عشق ذات حق اللہ جمال فقرار ، اور اس کا جواب ہے : صحیح پنجتن مولا مشکل کشا شیر خدا۔ ص۵۴۰۔

کیا اب بھی نوشاہیوں کے شیعہ ہونے میں کوئی شک باقی ہے ؟ نوشاہی صاحب جسے سلامِ طریقت سمجھے بیٹھے ہیں وہ استمداد لغیر اللہ کی ذیل میں داخل ہو کر شرک کے زمرے میں آتا ہے اور جسے وہ سلامِ معرفت سمجھتے ہیں وہ خالصتاً رفض ہے۔ یہ بڑے اچنبھے کی بات ہے کہ نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ صرف سلامِ شریعت پر اکتفا کرتے رہے اور انھیں سلامِ طریقت ، سلامِ حقیقت اور سلامِ معرفت کی خبر تک نہ تھی۔ یہ شرح صدر صرف نوشاہیوں کو ہوا ہے۔
شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ جب ان کا بھائی بشیر احمد فوت ہوا تو

کی قبر میں قبلہ رخ دیوار پر کربلا کی مٹی کی ٹکیہ لگائی گئی اور مولوی نبی بخش نے سرہانے بیٹھ کر تلقین پڑھی صفحہ ۱۱۳۰۔ ہمارے ہاں یہ شیعوں کا شعار ہے۔

محمد نوشاہی کے بارے میں ان کی یہ روایت ہے کہ وہ دعائے سریانی اور نادِ علی کا ورد کیا کرتا تھا صفحہ ۸۳۳۔ شرافت صاحب نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ایک نوشاہی درویش سائیں حیاتیاں والا اثنا عشری مذہب اختیار کر چکا ہے صفحہ ۱۳۸۶۔ اسی طرح سجاول شیر رسول نگری نامی ایک نوشاہی کی اولاد بھی شیعہ ہو گئی ہے صفحہ ۱۳۸۱۔ میرا یہ خیال ہے کہ شرافت صاحب نے صوفیوں کی آڑ لے کر علماء کرام کی توہین بھی اسی شیعیت کے زیر اثر کی ہے۔

شرافت صاحب ایک نوشاہی پیر جمیعت شاہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے سر میں جوئیں پڑ گئیں (ان کے ہاں یہ بھی شعارِ ولایت ہے) ایک روز اس کی ماں نے دو جوئیں نکال کر مار ڈالیں تو پیر صاحب نے ماں کو بد دعا دی اور وہ اندھی ہو گئی صفحہ ۱۵۵۲۔ شاید ان کے ہاں آیت مبارکہ وبالوالدین احسانا کی یہی تفسیر ہے۔ پیر صاحب نے دو جوؤں کی خاطر اپنی ماں کی بینائی چھین لی۔

یہ بزرگ اپنے وطن کی سکونت ترک کر کے لاہور چلا آیا تھا اور یہاں وہ نوتہ کنجر کے ہاں مقیم ہو گیا تھا۔ نوتہ ہی اسے دونوں وقت کھانا کھلاتا تھا صفحہ ۱۵۵۲۔ ظاہر ہے کہ نوتہ کنجر کے ہاں سے اسے جو لقمہ حلال ملتا تھا، ویسا اور کہاں سے مل سکتا تھا؟

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا۔ شاہ رحمن نوشاہی نے اس سے کہا کہ وہ فکر مند نہ ہو۔ اس کا خاوند ہر رات آ کر اس سے ملا کرے گا صفحہ ۱۴۶۶۔ اس کی نطفہ تو پیغمبر ... کے بارے بھی ... ملتی ...

اس نے بڑے غصے کے ساتھ ایک نرد زمین پر دے ماری۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس وقت اس کا ایک مرید جنگل سے لکڑیاں کاٹنے گیا تھا کہ اس پر شیر نے حملہ کر دیا۔ پیر صاحب نے وہیں سے ایک نرد شیر کے سر پر دے ماری جس کے صدمے سے وہ شیر مر گیا ص۱۳۲۔ شرافت صاحب دراصل یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پیر کسی حال میں بھی اپنے مرید سے غافل نہیں رہتا۔ انھوں نے پنجاب کے وسطی اضلاع میں کئی جگہ شیر کی موجودگی ظاہر کی ہے جو محتاج ثبوت ہے۔
شرافت صاحب ایک نوشاہی فقیر عمر بخش کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

سلام چار ہیں :
۱۔ سلام شریعت : السلام علیکم، اور اس کا جواب ہے : وعلیکم السلام۔
۲۔ سلام طریقت : یا علی مدد، اور اس کا جواب ہے : پیر مولا علی مدد۔
۳۔ سلام حقیقت : صفائے مردو (کذا) اور اس کا جواب ہے : دیدار کا نفع۔
۴۔ سلام معرفت : عشق ذات حق اللہ جمال فقراء، اور اس کا جواب ہے : صحیح پنجتن مولا مشکل کشا شیر خدا۔ ص۸۳۔

کیا اب بھی نوشاہیوں کے شیعہ ہونے میں کوئی شک باقی ہے؟ نوشاہی صاحب جسے سلام طریقت سمجھے بیٹھے ہیں وہ استمداد لغیر اللہ کی ذیل میں داخل ہو کر شرک کے زمرے میں آتا ہے اور جسے وہ سلام معرفت سمجھتے ہیں وہ خالص رفض ہے۔ یہ بڑے اچنبھے کی بات ہے کہ نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ صرف سلام شریعت پر اکتفا کرتے رہے اور انھیں سلام طریقت، سلام حقیقت اور سلام معرفت کی خبر تک نہ تھی۔ یہ شرح صدر صرف نوشاہیوں کو ہوا ہے۔
شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ جب ان کا بھائی بشیر احمد فوت ہوا تو

میں بلند خدمات پر کربلا کی مٹی کی ٹکیہ لگانا گیا اور مولوی نبی بخش نے سرہانے پر رکھ کر نماز پڑھی ص۱۳۰۔ ہمارے ہاں یہ شیعوں کا شعار ہے۔
...نوشاہی کے بارے میں ان کی یہ روایت ہے کہ وہ دعائے سریانی اور نادعلی کا ورد کیا کرتا تھا ص۸۳۳۔ شرافت صاحب نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ایک نوشاہی درویش سائیں حیاتیاں والا اثنا عشری مذہب اختیار کر چکا ہے ص۱۳۸۵۔ اسی طرح سجادل شیر رسول نگری نامی ایک نوشاہی کی اولاد بھی شیعہ ہوگئی ہے ص۱۳۸۱۔ میرا یہ خیال ہے کہ شرافت صاحب نے صوفیوں کی آڑ لے کر علمائے کرام کی توہین بھی اسی شیعیت کے زیر اثر کی ہے۔
شرافت صاحب ایک نوشاہی پیر جمیعت شاہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے سر میں جوئیں پڑ گئیں (ان کے ہاں یہ بھی شعارِ ولایت ہے) ایک روز اس کی ماں نے دو جوئیں نکال کر مار ڈالیں تو پیر صاحب نے ماں کو بد دعا دی اور وہ اندھی ہوگئی ص۱۵۵۲۔ شاید ان کے ہاں آیت مبارکہ وبالوالدین احسانا کی یہی تفسیر ہے۔ پیر صاحب نے دو جوؤں کی خاطر اپنی ماں کی بینائی چھین لی۔
یہ بزرگ اپنے وطن کی سکونت ترک کر کے لاہور چلا آیا تھا اور یہاں وہ نوتہ کنجر کے ہاں مقیم ہوگیا تھا۔ نوتہ ہی اسے دونوں وقت کھانا کھلاتا تھا ص۱۵۵۲۔ ظاہر ہے کہ نوتہ کنجر کے ہاں سے اسے جو لقمۂ حلال ملتا تھا، ویسا اور کہاں سے مل سکتا تھا؟
شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہوگیا۔ شاہ رحمٰن نوشاہی نے اس سے کہا کہ وہ فکرمند نہ ہو۔ اس کا خاوند ہر رات آکر اس سے ملا کرے گا ص۱۴۶۶۔ اس کی نظیر تو پیغمبروں کے ہاں بھی نہیں ملتی، یہ

نوشاہی پیر کس طرح اپنی بیوہ عورتوں کے پاس آکر وظیفۂ زوجیت ادا کرتے ہیں؟

شاہ محمد امین نامی ایک نوشاہی پیر کے مریدوں میں بڑھئی، ماچھی اور بار شامل تھے۔ اسے شکر کے ساتھ پیچدار روغنی پراٹھے، گوشت اور حلوہ بڑا مرغوب تھا صـ ۳۰۶۔ وہ اپنے مریدوں کے ہاں یہی خواہش لے کر جایا کرتا تھا۔ ایک بار اس نے حاجی نوشہ کی قبر پر چلّہ کاٹا تو حاجی صاحب متجسم ہو کر اس کے سامنے آگئے اور اس سے کہنے لگے کہ وہ فکرمند نہ ہو، موصوف اس کے ساتھ ہیں۔ میری یہ رائے ہے کہ یہ اس کی قوتِ واہمہ ہے جو پیچدار پراٹھے کھانے کے بعد غنودگی کے عالم میں متجسم ہو گئی تھی۔

شرافت صاحب نے بعض مواقع پر بالکل ان پڑھ دیہاتیوں والا انداز تحریر اپنایا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ بھڑی نامی ایک موضع میں وہابیہ دیوبندیہ گروہ پیدا ہو گیا۔ یہ گروہ بزرگوں کی تنقیص کیا کرتا تھا۔ آخر کار تنگ آکر صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نے، جو میٹرک پاس تھا اور علوم دینیہ سے بھی "واقف" تھا لاؤڈ اسپیکر خرید کر شاہ رحمٰن کی خانقاہ میں نصب کیا اور اس پر دن رات اپنے عقائد کا پرچار شروع کر دیا۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ جاء الحق وزھق الباطل کا ظہور ہوا اور وہابیہ کمزور پڑ گئے صـ ۵۶۲۔ شرافت صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ وہابی اور دیوبندی دو الگ الگ گروہ ہیں۔ دیوبندی حنفی العقیدہ ہیں۔ وہ بیعت ہوتے بھی ہیں اور بیعت لیتے بھی ہیں۔ وہ بزرگوں کا احترام دل و جان سے کرتے ہیں لہذا ان کی تنقیص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ نام نہاد نوشاہی فقراء کے دجل و فریب کا پردہ چاک کرکے سادہ لوح عوام کو ان بھنگیوں اور چرسیوں کے دام تزویر میں پھنسنے سے

[illegible]

سکتے ہیں۔

شرافت صاحب کو غالباً یہ معلوم نہیں ہے کہ اکابرین دیوبند میں سے مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت محدث خلیفۂ اعظم شاہ عبدالغنی مجددیؒ، مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ، میاں اصغر حسین دیوبندیؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کا طبقۂ صوفیہ میں بہت اونچا مقام تھا۔ ان کی کسی تحریر میں تعلی نہیں ملتی، ان میں سے کسی بزرگ نے ملہم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ شریعت کی جیسی اور جتنی پابندی یہ بزرگ دکھا گئے ہیں، اس کی نظیر متقدمین میں تو مل جائے گی، متاخرین میں نظر نہیں آتی۔

آپ کا صاحبزادہ غلام مصطفیٰ جو میٹرک پاس اور علوم دینیہ سے "واقف" تھا، علمائے دیوبند کو شکست دینے میں کیسے کامیاب ہو گیا؟ فی زماننا، میٹرک پاس تو اردو میں درخواست بھی نہیں لکھ سکتا، وہ دیہاتی پیرزادہ علوم دینیہ سے کیسے واقف ہو گیا؟ نوشاہیوں میں سب سے زیادہ پڑھے لکھے آپ ہی سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کا بھرم تو شریف التواریخ میں کھل گیا ہے، باقیوں کا کیا حال ہوگا؟

شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ نوشاہیوں نے ایک پیر کے تبرکات دفن کر کے قبر بنالی ہے ص ۱۵۴۵۔ اس طرح کی پتہ نہیں کہ کتنی جعلی قبریں وجود میں آگئی ہیں۔ حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ کے ملفوظات جوامع الکلم میں کتوں کی دو قبروں کا ذکر آیا ہے، جن کی پرستش شروع ہو گئی تھی۔ سلطان سکندر لودھی کے زمانے میں بھی بہت سی جعلی قبریں بن گئی تھیں، جن کی تفصیل پروفیسر خلیق احمد نظامی نے سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات میں

دی ہے۔
شرافت صاحب نے شاہ رانا نوشاہی نام ایک ولی کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ وہ بزورِ کرامت دو سال شکمِ مادر میں رہا تھا ص۲۱۲۔ اگر یہ شان ولایت ہے تو بڑے بڑے اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو تو اس سے بھی زیادہ وقت شکمِ مادر میں صرف کرنا چاہیئے تھا۔
شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ سید محمد شاہ نامی ایک نوشاہی کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ جس کی نماز جنازہ وہ پڑھا دے، وہ ضرور بخشا جاتا ہے ص۳۳۹۔
شرافت صاحب یہ ضمانت تو اللہ تعالیٰ نے حضرت شارع علیہ السلام کو بھی نہیں دی بلکہ ان کو مخاطب کر کے تو یہ بھی فرمایا تھا:
اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ
تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
لَهُمْ (توبہ: ۸۰)
یہ بے چارہ محمد شاہ نوشاہی کس گنتی میں ہے؟
شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ میاں اکبر علی نامی ایک نوشاہی ولی کو سکھوں کے عہد حکومت میں سرکار کی طرف سے اس شرط پر زمین ملی ہوئی تھی کہ "دولت خالصہ جی کے لئے دعا میں مشغول رہا کریں" ص۱۶۹۴ یہ وہ زمانہ تھا جب سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ اپنے رفقاء کے ساتھ سرحد میں سکھوں کے خلاف مصروفِ جہاد تھے۔ سکھ حکومت پنجاب کے پیروں اور مولویوں کو وظائف اور جاگیریں دے کر جہاد میں شامل ہونے سے روکنا چاہتی تھی۔ یہ زمین بھی اسی بنا پر ملی تھی۔
شرافت صاحب لکھتے ہیں کہ قل احمد کو بھی سکھ حکمرانوں نے اس شرط پر زرعی اراضی دی تھی کہ وہ ان کی حکومت کے استحکام کے لئے دعا کرتا ہے ص۶۶۲۔